بریگیڈیر (ر) شمس الحق قاضی

دشمنانِ جہاد

جعلی نبی، نام نہاد علماء اور خود ساختہ لیڈر — چند تازہ انکشافات

سارے مغربی میڈیا میں آج کل اسلامی جہاد کو جو وسیع کوریج دی جا رہی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو خواب میں بھی جہادی قوتیں ڈرا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر حال ہی میں اس سلسلہ میں چھپنے والی ایک کتاب کی نیو یارک ٹائمز جیسے بڑے اخبار نے بڑی تعریف کی ہے کتاب میں افغانستان کے طالبان مجاہدین کو پسماندہ، خواتین دشمن، منشیات فروش، دہشت گرد اور قتل عام پسند کرنے والے بے سر و پا جاہل لوگ بتایا گیا ہے اور کتاب کی یہی خوبی امریکی یہودیوں کو پسند آئی ہے چنانچہ مصنف کے پاس افغان جہادی قوتوں کی بہادری اور قربانیوں کی تعریف کیلئے الفاظ ہی نہیں ہیں لیکن گالیاں دینے کیلئے الفاظ کی کمی نہیں۔ مصنف نے افغانستان میں نافذ کردہ شرعی احکامات و روایات کا بھی مذاق اڑایا ہے اور اس بات کا ایک پس منظر ہے۔ مصنف ایک پاکستانی صحافی ہیں، جو نام کی مناسبت سے قادیانی معلوم ہوتے ہیں۔ قارئین کو یہ تو معلوم ہو گا کہ قادیانیوں کے رہنما نے اول مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے دو مبلغ افغانستان بھیجے تھے جن کو وہاں کی حکومت نے شرعی عدالت کے حوالہ کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ تو ہوئی افغانستان میں شرعی قوانین کے نفاذ کی تضحیک کی وجہ، دوسری طرف مرزا صاحب نے اپنے فرقہ کیلئے جہاد کو منسوخ کر دیا تھا۔ اس لئے قادیانی حضرات جہاد کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں۔ قارئین کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ مرزا غلام احمد نے اپنی اکثر تحریروں اور کتابوں میں انگریزی حکومت کی خدمت اور وفاداری کو اپنا بنیادی مشن بتایا ہے۔

انگریزی دور کی جہاد مخالف پالیسی کے بارہ میں ہمیں ماضی میں جھانک کر برصغیر کے مسلمانوں کی طویل حکومت کے زوال کے اسباب پر نظر کرنی پڑے گی۔

پروفیسر گبن نے کئی جلدوں میں سلطنت روما کے عروج و زوال کی تاریخ لکھی ہے لیکن کسی مسلمان سکالر کو توفیق نہیں ہوئی کہ برصغیر اور ہسپانیہ میں مسلمانوں کی طویل سلطنت کے عروج و زوال کی اسی شرح و بسط کے ساتھ ایک جامع تاریخ مرتب کرتا۔ بہر حال برصغیر میں جس اللہ کے بندے نے مسلمانوں کے زوال کو گہرائی سے سوچا وہ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، جو اس نتیجہ پر پہنچے کہ باوجود بے انتہا دولت اور بڑی فوجی طاقت رکھنے کے محض جہاد کی روح ختم ہو جانے کی وجہ سے برصغیر میں مسلمانوں کا زوال ہوا۔ چنانچہ آپ نے برصغیر میں ایک بار پھر جہادی روح بیدار کرنے کا ارادہ کیا اور 1806ء میں آپ بریلی سے دہلی آ کر اٹھارہویں صدی کے مشہور اسلامی مفکر رہنما حضرت شاہ ولی اللہ کے جانشین فرزند شاہ عبدالعزیز سے بیعت ہوئے اور شاگردی اختیار کی۔ اسی دوران جہاد کیلئے ذاتی جفاکشی سے تیاری کرتے ہوئے، کڑکتی آگ جیسی گرمی میں آپ جامع مسجد دہلی کے صحن میں ننگے پاؤں مارچ کرتے۔ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی سپہ گری کی عملی ٹریننگ اور تجربہ کیلئے آپ امیر خان پٹھان کے لشکر میں بھرتی ہو گئے آپ نے دیکھا کہ امیر خان اپنا طاقتور اور عظیم لشکر کبھی مرہٹوں اور کبھی انگریزوں کو کرایہ پر دیتا ہے۔ آپ نے امیر خان کو آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی کہ اپنے عظیم اور طاقتور لشکر کو برصغیر میں دوبارہ اسلامی اقتدار

قائم کرنے کیلئے استعمال کرے لیکن جب آپ کی بات نہیں سنی گئی تو آپ نے امیر خان کی نوکری چھوڑ دی اور براہ راست برصغیر کے مسلمان عوام کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے تیار کرنے کا پروگرام بنایا۔ بعد میں انگریزوں نے امیر خان پٹھان کو راجستھان میں ٹونک کی نوابی دے کر رام کر لیا۔ دوسری طرف سید احمد بریلویؒ کو برصغیر میں جہادی روح بیدار کرنے کی مہم میں توقع سے بھی زیادہ کامیابی حاصل ہوئی اور آپ نے براستہ کابل موجودہ شمال مغربی سرحدی علاقہ میں پہنچ کر پشاور، مردان اور وادی سوات میں اسلامی حکومت قائم کر لی لیکن بعد میں پٹھانوں کی خلاف توقع بغاوت کے نتیجہ میں آپ نے سندھ کے پار مانسہرہ کے پہاڑی علاقہ کو مستقر بناتے ہوئے سکھوں کے خلاف جہاد جاری رکھا اور اس دوران 1831ء میں بالا کوٹ کے مقام پر سید احمد بریلویؒ اور ان کے نائب شاہ اسمٰعیلؒ دونوں شہید ہو گئے۔ لیکن جہاد کی آگ جو آپ نے برصغیر کے مسلمانوں میں سلگائی تھی، وہ آپ کے بعد نصف صدی تک روشن الاؤ بنی رہی اور سارے برصغیر بالخصوص بہار اور بنگال سے مجاہدین والنٹئیر اور مالی امداد بدستور کوہستان اسود یعنی مانسہرہ کے پہاڑوں میں مجاہدین کو پہنچتی رہی اور بلکہ بہت سارے ہندوستانی مجاہدین کوہستان اسود میں مستقل بس گئے اور کئی ایک آج تک وہیں مستقل طور پر مقیم ہیں۔ چنانچہ انگریزوں نے دیکھا کہ 1830ء سے لیکر چالیس سال کی مسلسل محاذ آرائی اور مجاہدین پر بے پناہ مظالم کے باوجود جہادی جوش و جذبہ ختم نہیں کیا جا سکا 1869ء میں وائسرائے لارڈ میو نے مسلمانوں کے عقائد کی چھان بین کے لئے ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی سربراہی میں کمیشن قائم کیا ہنٹر رپورٹ میں بتایا گیا کہ مسلمانوں کا جہادی عقیدہ ہی ان کو متحد کر کے آزادی کے جوش و جذبہ اور قربانی کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو کہ برطانوی اقتدار کے لئے انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے چنانچہ اس کے تدارک کے لئے لندن میں برطانوی سیاستدانوں، پارلیمنٹ ممبروں، پادری عہدیداروں کی کانفرنس میں برصغیر کے عیسائی مشنری رہنماؤں کو بھی مدعو کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ حکومت کی سرپرستی میں ایسے وفادار جعلی نبی، علماء اور روحانی پیشوا مسلمانوں کے اندر پھیلا دئے جائیں جو ان کو بنیادی اسلامی عقائد سے برگشتہ کرنے کی خدمت بجا لائیں اسی دوران مرزا غلام احمد صاحب ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ مسٹر پارکنسن کی کچہری میں ادنیٰ درجے کی نوکری کرتے تھے اور جیسا کہ قادیانی حضرات بتاتے ہیں پادری بٹلر کی ایما پر آپ نوکری چھوڑ کر واپس قادیان پہنچ گئے۔ بعد کے تمام واقعات یعنی مناظرے، نبوت کا دعویٰ وغیرہ قارئین کے علم میں ہے چنانچہ اسی دوران کئی نام نہاد علماء اور روحانی پیشوا جہاد مخالف خدمت کیلئے پیش کیے جاتے رہے مثلاً ایک مولوی محمد حسین بٹالوی نے مرزا صاحب کی طرح رسالہ شائع کیا جس نے جہاد کو منسوخ کر کے انگریزی حکومت کی اطاعت کو از روئے اسلام واجب قرار دیا گیا اور انعام میں قادیانی حضرات کی طرح جاگیر وغیرہ حاصل کی۔

اسی دوران انگریزوں نے اپنے جہاد مخالف فلسفہ کو برصغیر سے باہر ایکسپورٹ کرنا شروع کیا چنانچہ روسی یہودیوں کی ایما پر ایران میں بھی ایک اور مرزا صاحب حسن علی نوری نامی شخص نے بہاءاللہ کے لقب سے 1868ء میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے بہائی مذہب کی بنیاد رکھی اور جہاد سمیت تمام اسلامی عقائد کو منسوخ کر دینے کا اعلان کر دیا اس پر ایرانی حکومت نے ان کو گرفتار کر لیا تو انڈین گورنمنٹ نے بطور خاص درخواست کی کہ مرزا حسن علی بہاؤاللہ کو ایران بدر کر کے انڈیا بھیج دیا جائے لیکن ایران نے بہاءاللہ کو ترکی کے حوالے کر دیا جہاں اسے فلسطین کے شہر عکہ کی جیل میں بند کر دیا گیا اور بالآخر وہیں اس کی موت واقع ہوئی بعد میں عکہ ہی کو بہائی مذہب کا قبلہ قرار

دیا گیا اس کے بعد جنگ عظیم اول میں کرنل لارنس کو حجاز مقدس میں شیخ المشائخ بنا کر پیش کیا گیا اور ترکوں کے خلاف بغاوت کرائی گئی چونکہ اس بغاوت میں ہندوستانی فوجی دستے بھی شامل تھے، اس لئے کرنل لارنس کا تعلق برصغیر سے بھی بنتا ہے اسلام دشمن طاقتوں کی اسلامی جہادی قوتوں کے خلاف محاذ آرائی اب بھی جاری ہے گذشتہ دنوں فرانس کے سکالر گیلو کپل کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا عنوان ہے "اسلامی جہادی تحریک کا حالیہ عروج زوال" کتاب کے نام سے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ مصنف یہودی ہے یا عیسائی البتہ یہودی رسالہ نیوز ویک نے مصنف کا انٹرویو چھاپتے ہوئے لکھا ہے کہ حالیہ بین الاقوامی اسلامی انقلاب نے گذشتہ دو عشروں کے دوران مغربی دنیا کو جو خطرناک طور پر لرزہ براندام کر رکھا تھا، کیا وہ خطرہ اب ختم ہو چکا ہے؟ مصنف نے بتایا کہ اسلامی جہادی قوت 1989ء میں انتہائی عروج پر تھی جبکہ جہادیوں نے افغانستان میں روس جیسی طاقتور اور خوفناک جارح ملک کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کر کے پس پائی پر مجبور کر دیا تھا ساتھ ہی الجزائر اور ترکی میں اسلامی پارٹیوں نے الیکشن جیت لئے سوڈان میں حسن ترابی نے اسلامی حکومت قائم کر لی چنانچہ اسلامی انقلاب مسلم ممالک میں ہر جگہ اسلامی روایات قائم کر کے اسلامی قوانین یعنی قانون شریعت نافذ کر رہا تھا واضح رہے کہ مغربی ممالک مسلمانوں کو اپنے ملک کے اندر بھی اسلامی قوانین و روایات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے روادار نہیں۔ وہ خود اپنے ملک کے اندر جو چاہیں کریں، باہر سے کوئی انگلی تک نہیں اٹھاتا۔ یہ فرانسیسی سکالر لکھتا ہے کہ اس وقت 1989ء میں ایسے معلوم ہوتا تھا کہ کمیونزم کے بعد اب آئندہ آنے والی صدی کے دوران اسلام ہی کو انسانیت کا نجات دہندہ کے طور پر قبول کر لیا جائے گا لیکن عین اسی وقت 1990ء میں صدام حسین کے کویت پر حملہ نے حالات یکسر بدل دیئے اور اسلامی جہادی قوتوں میں اندرونی شکست و ریخت شروع ہو گئی۔ واضح رہے کہ اسلامی دنیا میں بہت سارے باخبر لوگ بعض وجوہات کی بنا پر صدام حسین کو یہودی ایجنٹ بناتے ہیں، جیسا کہ اس وقت کی امریکی سفیر نے بتایا ہے کہ اول تو صدام حسین نے امریکی اشارے پر خواہ مخواہ کویت پر حملہ کر دیا اور پھر اگلے 6 ماہ تک اپنے ناک تلے خلیج میں حملہ آور امریکی فوجوں کو بلا مزاحمت جمع ہونے کی اجازت دے دی اور جب معاملہ گرم ہوا تو ایک دو بم اسرائیل پر پھینکنے کے علاوہ سبھی میزائل سعودی عرب پر داغے۔ دوسری طرف اپنی ساری فوج کو بغیر لڑے پسپائی کا حکم دیدیا۔ اس وقت مقابلہ میں اگر پانچ دس ہزار امریکی مارے جاتے تو دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ چنانچہ امریکی جنرل میکافرے نے حالیہ اخباری بیان (نیو یارک میگزین مئی 2000ء) میں بتایا ہے کہ فائر بندی سے بھی دو دن بعد اس نے از خود ہی پسپا ہوتے ہوئے، عراقی آرمرڈ ڈویژن پر حملہ کا حکم دیدیا تھا، جس میں 600 عراقی ٹینک تباہ اور ہزاروں عراقی فوجی بلا مزاحمت ہلاک کر دیئے گئے تھے لیکن دوسری طرف اس سارے آپریشن میں صرف ایک عدد امریکی فوجی زخمی ہوا تھا۔ اس بزدلی کے فعل پر نادم ہونے کی بجائے جنرل میکافرے نے بیان کیا ہے کہ اس کو اس "کارنامے" پر تازندگی فخر رہے گا۔ چنانچہ اسی دوران کویت کے جنگی زون سے بھاگتے ہوئے ہزاروں شہریوں کی کاروں اور بسوں پر بمباری کر کے قتل عام کی تصاویر یہودی میڈیا میں شائع ہوئیں اور بتایا گیا کہ اکثر امریکی پائلٹ اس کو، نسل کشی بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس فعل پر عمر بھر ان کو ضمیر ملامت کرتا رہے گا۔ دوسری طرف بغداد کے مشہور بنکر کیس میں تقریباً دو سو خواتین اور بچوں کو امریکی سمارٹ بموں سے ہلاک کر کے بتایا گیا کہ عراقی باغی کمان پر پریشر ڈالنے کیلئے ان خواتین اور بچوں کو ہلاک کرنا ضروری تھا۔ واضح رہے کہ ان نسل کش مظالم کی تمام

تشمیر کا مقصد مسلمانوں میں جہادی قوت ختم کرتے ہوئے شکست خوردگی پیدا کرنا تھا۔ چنانچہ اس دوران صدام کو زندہ رکھنے کا امریکی فیصلہ بھی اخباروں میں زیر بحث رہا اور بیان کیا گیا کہ مردہ صدام کے مقابلے میں شکست خوردد صدام امریکی یعنی یہودی مفاد کیلئے زیادہ کار آمد رہے گا۔

اور اب ہم فرانسیسی سکالر گیلو کیپل کی طرف واپس چلتے ہیں۔ انٹرویو میں پوچھا گیا کہ اب امریکہ کے سر سے اسلامی انقلاب کا خطرہ ٹل گیا ہے؟ تو جواب دیا کہ 1980ء کے عشرہ میں C.I.A اور سعودی عرب نے مشترکہ طور پر افغانستان میں جہادی قوتوں کی سرپرستی کی تھی اور اب ان دونوں کی حمایت ختم ہونے پر، بلکہ ان دونوں کی مشترکہ مخالفت کی وجہ سے اسلامی انقلاب کسی مضبوط مرکز سے محروم ہو گیا ہے۔

اسی اشاعت میں امریکہ میں ایک الجزائری مجاہد احمد رسان کی گرفتاری کی روداد لکھتے ہوئے بیان کیا گیا کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے کہ احمد رسان طرح کے سینکڑوں مجاہدین دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی انقلاب اور جہادی قوتوں پر ابھی تک قابو نہیں پایا جا سکا۔ نیوز ویک نے فرانسیسی سکالر کے انٹرویو پر عنوان لگایا ہے "اسلامی جہاد کا خاتمہ" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب اسلام کی طرف سے امریکہ یعنی یہودیوں کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا ہے۔ مستزاد یہ کہ امریکہ وغیرہ کی خوشنودی کیلئے حسب سابق بھی مسلمانوں کے اندر سے جہاد مخالف عناصر سر اٹھاتے رہتے ہیں جیسا کہ ابھی حال ہی میں بعض خود ساختہ کشمیری لیڈروں نے بیان کیا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں جہادی گروپ سیاسی فضا خراب کر رہے ہیں تو دوسرے ہی روز بھارت کے ایک نام نہاد اسلامی لیڈر کا اسی قسم کا تصدیقی بیان اخباروں میں آ گیا ان عقل کے اندھوں کو مقبوضہ کشمیر میں سات لاکھ بھارتی درندہ فوج کے مظالم نظر نہیں آتے اور نہ ہی ان کو یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ مشترکہ اسلامی جہادی قوتوں ہی نے افغانستان سے روس کو اور اب حال ہی میں جنوبی لبنان سے اسرائیلی درندوں کو بچیس سالہ قبضہ کے بعد ذلیل و خوار کر کے نکالا ہے اور انشاء اللہ عنقریب ہی یہی مشترکہ اسلامی جہادی قوتیں کشمیر سے بھارتی درندوں کو بھی رسوا کر کے نکالیں گی۔

اور اب آخر میں ایک مختصر سا واقعہ قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ حال ہی میں ایک کشمیری نژاد دوست اپنے 18-19 سالہ بیٹے کو ساتھ لائے اور بتایا کہ یہ تعلیم ادھوری چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور بڑی مشکل کے بعد جہادی دستوں سے واپس بلوایا ہے۔ آپ اسے سمجھائیں کہ پہلے تعلیم مکمل کرے اور پھر جو جی چاہے کرے۔ لڑکے نے بتایا کہ ضروری علم میں نے سیکھ لیا ہے فرمان ہے کہ جو لوگ ظلم کا مقابلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوتا ہے۔ کشمیر میرا وطن ہے اور وہاں پر بھارتی مظالم کا مقابلہ میرا دینی فرض ہے میں نے پوچھا کشمیر میں مصروف مجاہدین سے ملاقات ہوئی ہے؟ جواب دیا، جی ہاں میرے سامنے جاتے رہتے ہیں میں نے کہا، میرا مطلب جہاد سے واپس آنے والے مجاہدین سے ہے۔ اس کی آنکھوں میں عجیب چمک پیدا ہوئی اور اس نے جواب دیا۔ "جناب! وہاں سے واپس آنے کیلئے تو کوئی جاتا ہی نہیں۔"

تو معزز قارئین! یہی وہ اسلامی بم ہے جس سے سارا مغرب لرزہ براندام ہے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا

سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی